جبکہ تم خود آگ کے گڑھے کے اطراف تھے اور اس میں گرا چاہتے تھے۔ تم ہر لالچی اور فرصت طلب آدمی کا شکار بننے کے منتظر تھے۔ ہر چلنے والے کے راستہ میں تھے۔ ہر در سے ٹھکرائے ہوئے تھے۔ گندہ پانی پیتے تھے اور درختوں کے پتوں پر گذر بسر تھی۔ خوار و پستی تم پر سایہ ڈالے تھی اور اس بات کا ہمیشہ خوف لگا رہتا تھا کہ ایک پلک جھپکنے میں تم کو ختم کر دیا جائیگا۔ ان حالات کے بعد اللہ نے تمہیں میرے بابا ﷺ کے ذریعہ نجات دلوائی جبکہ وہ خود عرب کے بھیڑوں اور اہل کتاب کے سرکش لوگوں کی شرارتوں سے بڑی مشکلوں میں گرفتار رہے۔

جب کبھی جنگ کی آگ روشن ہو جاتی یا مشرکین کے اژدھے منھ کھول دیتے تو وہ اپنے بھائی کو ان کے منھ میں ڈھکیل دیتے اور وہ بھی اپنی مردانہ شجاعت سے جب تک ان کے سروں کو کچل نہ دیتا اور بھیجا پاش پاش نہ کر دیتا اور اپنی تلوار کے پانی سے فتنہ کی آگ کو بجھا نہ دیتا، ان کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ جب جنگ سے لوٹتا تو جان لبوں پر ہوتی اور تھکن سے چور ہوتا۔ یہ سب تلاش و کوشش رنج و سختیاں حق کی راہ میں، اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے، قرب رسول اللہ ﷺ کا پاس رکھتے ہوئے، اللہ کے نیک بندوں کے سرپرست کے عنوان سے، دوستوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کی خاطر انجام دیتا تھا۔

وہ ہمیشہ لوگوں کی نصیحت اور اصلاح کی فکر میں رہتا جبکہ تم لوگ اس خطرناک موقع پر عیش و آرام سے رہتے ہوئے، ایک دوسرے سے ہنسی مذاق و دلگی میں مصروف ہوتے اور اس کے منتظر رہتے کہ کب حالات بدلیں اور نئے حادثات ہم پر وارد ہوں اور یتیمی کی خاک ہمارے سر پر پڑے۔ تمہارے کان ہمیشہ ہمارے تعلق سے بری خبریں سننے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ تم لوگ جنگ کے دوران پیچھے کی طرف پلٹ جاتے تھے اور میدان

جنگ سے فرار کر جاتے تھے۔

یہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو اس مقام پر بلوالیا جو انبیاء و اصفیاء کے آرام کرنے کی جگہ ہے اور اس کے ساتھ ہی تم میں نفاق کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ دین کا لباس پرانا پڑھ گیا (یعنی بدلا جاے)، گمراہ افراد کے سرپرست اور گمراہ لوگوں کے دوست جو باتیں ہمارے تعلق سے کینہ کی وجہ سے اپنے سینہ میں چھپائے رکھتے تھے، وہ زبان پر لانے لگے۔

ہاتھ خالی گمنام افراد قوم کے عقلمندوں میں گنے جانے لگے۔ وہ افراد جنھوں نے ساری زندگی میں کوئی اچھا کام انجام نہیں دیا تھا، ان کی آو بھگت ہونے لگی اور وہ اپنے گھروں میں ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک غرور وتکبر کے ساتھ چلنے لگے اور مست اونٹ کی طرح اپنی دم ہلانے لگے۔ شیطان نے باریک سوراخ سے سر اندر کر کے دیکھا کہ سرکشی پر آمادہ ہو اور اس کی دعوت کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہو اور جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لئے آمادہ بیٹھے ہو۔ اس کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے اور وہ کر گذرے جو کر سکتے تھے۔ دوسروں کے اونٹوں پر اپنی مالکیت کی نشانی لگادی (داغ لگایا) (خلافت کی طرف اشارہ ہے)۔ اس سواری پر سوار ہو گئے جو تمہارے لئے نہ تھی اور نہ تم اس کے لایق ہو۔ اپنے اونٹوں کو پانی پلوانے کے لئے بھیج دیا جبکے وہ وقت دوسروں کے اونٹوں کے لیے تھا۔ اس طرح نہر پر اوپر کی طرف سے قبضہ کر لیا جبکہ وعدہ وقرار کے ہوئے کچھ وقت بھی نہ گذرا تھا۔ زخم ابھی کھلا ہوا تھا اس کا منھ ابھی بند نہ ہوا تھا۔ ابھی رسول اللہ ﷺ قبر میں اتارے نہیں گئے تھے کہ اس حادثہ کے لئے (سقیفہ) بہانہ بنالیا کہ فتنہ کے خوف سے یہ کام جلدی انجام دیدیا گیا ہے۔ اور اب تو فتنہ کے بیچ قرار پائے ہو اور جھنم کافروں کو چاروں طرف

سے گھرے ہوئے ہے۔ اس ے بعد سورہ توبہ کی آیت ۴۹ کی تلاوت فرمائی: ترجمہ (اے رسول) آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ خود بلا میں (اوندھے منھ) گر پڑے اور جھنم تو کافروں کو یقیناً گھیرے ہوئے ہی ہے۔

تم لوگوں سے اس حرکت کی امید نہ تھی۔ کس طرح تم نے یہ غلطی کی۔ تم لوگ کس کے راستے پر نکل پڑے ہو؟۔ اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے, اسکے مطالب ظاہر , اس کے احکام روشن, اوامر واضح, نواہی صاف صاف بیان کے گئے ہیں۔

قرآن سے تم لوگوں نے گویا مخالفت کی ہے, اور قرآن کو اپنے پیچھے ڈال دیا ہے۔ کیا قرآن سے تم لوگوں نے منھ موڑ لیا ہے؟۔ قرآن سے ہٹ کر کسی کو اپنا حاکم ڈھونڈ لیا ہے؟۔ بڑا ابرا بدل ہے ظالموں کے لئے قرآن سے ہٹ کر حاکم۔

اس کے بعد سورہ آل عمران کی ۸۵ ویں آیت کی تلاوت فرمائی: **اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی خواہش کرے تو اسکا وہ دین ہرگز قبول ہی نہ کیا جائگا اور وہ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والوں میں رہے گا۔**

**اس کے بعد گفتگو کا رخ فدک کی طرف موڑا اور فرمایا:**

اتنی مہلت بھی نہ دی کہ اس گھبرائے رنجیدہ دل کو سکون وقرار نصیب ہو جاتا۔ یا اس چرائے ہوے اونٹ کو اپنے قابو میں کر لیتے تاکہ آسانی سے اسکی مہار کھینچ کر لے جا سکو۔ اس کے بجائے فوراً فتنہ کی آگ کو ہوا دی اور فساد کے شعلہ کو تیز تر کر دیا۔ شیطان کی دعوت کو قبول کر لیا اور دین کے روشن چراغ کو خاموش کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت وارشادات کو بے آواز کرنے کی ٹھان لی۔

(منافقت کی حد کردی) دودھ پر کے کف کو ہٹانے کا بہانہ کر کے ہونٹ کے نیچے سے

چپھا کر دودھ پینے لگے (فتنہ کا بہانہ اور سقیفہ)۔ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دھوکہ وفریب سے کام لے رہے ہو؟ اہل بیت کو کمزور اور ختم کرنے کے لئے شکاری کی طرح موقع کی تلاش میں بیٹھے ہو؟ (جس طرح شکاری درختوں کی آڑ میں چھپ کر شکار کا انتظار کرتا ہے کہ وہ اس کے تیر کی حد میں آجائے تو اس پر تیر چھوڑا جاے)۔ مجھ پر جو پہلے ہی سے بال شکستہ پرندہ کی طرح ہوں, دوسرا تیر لگایا جاے۔ ہم نے پورا ارادہ کر کیا ہے کہ تمہارے مظالم وصدمات پر صبر وشکیبائی اختیار کریں۔

کیا تم لوگوں کو یہ گمان ہو گیا ہے کہ ہمارے لئے ارث نہیں ہے؟۔ کیا تم لوگ زمانہ جاہلیت کے حکم پر عمل کرر ہے ہو؟ (کہ عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اور انھیں ارث سے محروم کرتے تھے)۔

کونسا حکم اللہ کے حکم سے بہتر اور بالاتر ہے ان کے لئے جو اللہ پر ایمان رکھے؟

یا یہ کہ تم نہیں جانتے ہیں کہ میں فاطمہ ع رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہوں؟

اے مسلمانوں کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ میں ارث کے تعلق سے غلط بات سنوں اور شکست کھاجاؤں اور دوسرے مجھ سے میرا ارث چھین لیں؟

اے ابی قحافہ کے بیٹے! کیا قرآن میں یہ لکھا ہے کہ تم اپنے باپ سے ارث حاصل کرو اور میں اپنے باپ سے ارث حاصل نہ کروں؟۔ عجیب تہمت کو اللہ سے نسبت دی ہے۔ کیا جانتے ہوئے عمداً قرآن کو اپنے پیچھے ڈال دیا ہے؟ اور اس سے دور ہو گئے ہو, کیونکہ قرآن میں ارشاد ہے کہ: **سلمان نے داود سے ارث حاصل کیا۔** (سورہ النمل آیت ۱۶)۔ اور ذکریا کے واقعہ کے ضمن میں بیان فرمایا: ذکریا نے دعاء کی, **پروردگار مجھے اولاد عطا کر جو میرا وارث اور آل یعقوب کا وارث بنے** (سورہ مریم آیت ۵ و ۶)۔

ان دو آیتوں کی تلاوت کے بعد، حضرت فاطمہ زہراء نے سورہ انفال کی ۷۵ ویں آیت کی تلاوت فرمائی: **اللہ کے قانون میں بعض رشتہ دار، دوسرے بعض رشتہ داروں کی بہ نسبت ارث میں زیادہ حق رکھتے ہیں**۔ اس کے بعد سورہ نساء کی ۱۱ ویں آیت کی تلاوت فرمائی: **اللہ وصیت فرماتا ہے تم کو اولاد کے تعلق سے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر ارث ملے**۔

اس آیت کے بعد سورہ البقرہ کی ۱۸۰ ویں آیت کی تلاوت فرمائی: **اللہ کا حکم آچکا تم پر کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کرو یہ حکم حق ہے اور متقین پر ثابت ہے**۔

ان آیتوں کی تلاوت کے بعد اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ میرے لئے میرے بابا سے ارث نہیں ہے؟۔ کیا میرے اور میرے بابا کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالی نے تمہارے لئے کوئی خاص آیت بھجوائی ہے جو میرے بابا کو اس آیت سے واقف نہیں کروایا ہے؟

یا یہ کہنا چاہتے ہو کہ دو مختلف مذاہب کے افراد ایک دوسرے سے ارث حاصل نہیں کر سکتے۔ کیا میں اور میرے بابا ایک دین پر نہیں ہیں؟

یا یہ کہ تم قرآن سے زیادہ واقف ہو میرے بابا اور میرے چچا کے بیٹے کی نسبت؟

یہ باتیں تو نہیں ہے بلکہ یہ لوٹ مار ہے۔ اے ابوبکر یہ تم اور یہ اونٹ، اس پر سامان لدا ہوا ہے اور مھار بندھی ہوئی ہے اسے لیکر چلتا بن۔ روز حشر قیامت میں تم سے ملاقات ہوگی۔ اللہ بہترین حاکم وفیصلہ کرنے والا ہے اور محمد ﷺ اللہ سے شکایت کرنے کے لئے وہاں رہیں گے۔

بہترین جگہ ہے قیامت جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔اس دن جو باطل پر ہوگا وہ نقصان اٹھائے گا اوراس وقت ندامت و پشیمانی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔قیامت اور حشر کا میدان ہر وعدہ کے پورا ہونے کا مقام ہے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ذلیل ورسواء کرنے والا عذاب کس کے سر پر وارد ہوگا۔

**اس کے بعد انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:**

اے جوان مردوں کی انجمن, اے دین کے مددگارو, اے دین کے دست و بازو, میرے تعلق سے تمہاری یہ بے رخی کیسی؟ یہ غفلت میرے حق کے معاملہ میں کیوں ہے؟ میرے بابا رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں کہ اولاد کی حرمت وعزت محفوظ رہے۔کتنی جلدی تم لوگ بدل گئے اور اپنے ارادہ کو تباہ و برباد کر لئے۔(عرب کی مثال بیان فرمائی) کتنا جلد یہ بکری لاغر ہوگئی !اوراس کے منھ و ناک سے پانی بہنے لگا!

مجھے پتہ ہے جس تعلق سے میں تلاش کر رہی ہوں اس کام کو انجام دینے کی تمہارے پاس طاقت وقدرت موجود ہے۔میں جس کام کے لئے آ جا رہی ہوں تم لوگ میری حمایت کی طاقت وتوانائی رکھتے ہو۔

کیا تمہارا عذر و بہانہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتقال کر گئے؟ یعنی ہم عزاء دار ہیں, ہم پر مصیبت آ گئی ہے۔ ہاں یہ مصیبت ساری دنیا کے لئے ہے۔ یہ جان لینے والی بلا, اس مصیبت کی ابتداء تھی۔لوگوں کے جسموں سے روح نکال لے گئی۔ ہر طرف کمزوری وا داسی پھیل گئی اور سب پر ظاہر ہوگئی۔اسکا شگاف وخلاء بہت بڑا اور بہت گہرا ہے۔

ہر بند میں رخنہ پڑھ گیا۔تمہاری مٹھی بھی کھل گئی۔ساری زمین ان کے نہ ہونے کی وجہ سے تاریک ہوگئی۔ستارے بے نور ہو گئے۔آرزویں ناامیدی میں تبدیل ہوگئیں۔ پہاڑ اپنی

جگہ سے اکھڑ گئے۔عزت والوں کی عزت پامال ہوگئی۔ان کی موت کی وجہ سے کسی کا احترام باقی نہ رہا یہاں تک کہ پہاڑ و دشت وصحرا ایں بھی یہ ظاہر ہو گیا۔

یہ بزرگ ترین حادثہ اور عظیم ترین مصیبت تھی, کوئی بھی مصیبت جو گھروں کو برباد کردے, اس مصیبت جیسی نہیں دیکھی گئی۔لیکن اللہ تعالی نے اس کے تعلق سے پہلے ہی اعلان فرما دیا ہے۔وہی قرآن جسے مختلف طرزوں سے مختلف لحنوں سے اپنے گھروں میں رات دن کی محفلوں میں, کبھی بلند آواز سے اور کبھی تلاوت کے ذریعہ اس کی آواز کو کانوں تک پہنچایا جاتا ہے, اس میں اس واقعہ کے تعلق سے جو دوسرے انبیاء کے لئے بھی پیش آیا ہے کہ سب کے لئے موت حق ہے اور اس امر سے چھٹکارا نہیں ہے۔اللہ نے فرمایا:

**(سورہ آل عمران آیت ۱۴۴) ترجمہ: اور محمد تو صرف رسول ہیں۔ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں۔اگر (محمد) اپنی موت مر جائیں یا قتل کردئے جائیں تو کیا تم الٹے پاوں کفر کی طرف پلٹ جاو گے۔جو الٹے پاوں پلٹے گا تو سمجھ لے کہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔**

**اس آیت کی تلاوت کے بعد قبیلہ اوس وخزرج کو مخاطب کر کے فرمایا۔(ان کے قبیلہ کی بزرگ ماں قیلہ کے نام سے مخاطب کیا) :**

اے بزرگ ماں قیلہ کے بیٹوں, کیا میں اپنے باپ کی میراث سے محروم رہوں جبکہ تم مجھے دیکھ بھی رہے ہو اور سن بھی رہے ہو۔تمہاری انجمن ہے, تمہاری محفلیں برپا ہوتی ہیں۔ میری فریاد کو بھی پوری طرح سن رہے ہو اور میرے حالات سے پوری اطلاع رکھتے ہو۔ تمہاری تعداد زیادہ ہے بلکہ اس کام کے لئے ذخیرہ بھی رکھتے ہو۔تمہارے پاس ابزار وقدرت ہے, تمہارے پاس ہتیار و سپر ہے۔جنگ ودفاع کے وسائل رکھتے ہو۔

میری مدد مانگنے کی دعوت تم تک پہنچ رہی ہے، مگر مدد نہیں کرتے۔ میری فریاد کو سن رہے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے، جبکہ تم جنگ کے میدان میں شجاعت و مردانگی میں بے مثال ہو۔ نیکی اور اچھائی کے کاموں میں مشہور ہو۔ تم میں بڑائی تھی اس لئے بزرگ قرار پائے۔ تم نمونہ تھے اس لئے چنے گئے۔ سارے عرب میں تم نے جہاد برپا کیا۔ تم نے رنج و سختی برداشت کی۔ ناقابل بیان جہاد و جنگ تم نے انجام دیئے۔

ہم قدم نہیں اٹھاتے تھے جب تک تم قدم نہ اٹھاو۔ تم لوگ بھی ہمارے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے جس کے نتیجہ میں اسلام کی چکھی چلنے لگی۔ اس کا نتیجہ حاصل ہونے لگا تھا۔ شرک کا شورش و غل ختم ہوا۔ لالچی لوگوں کا جوش ختم ہو گیا۔ بت پرستی کی آگ بجھ گئی۔ ہرج و مرج کی دعوت ختم ہوگئی۔ دین کا نظام مکمل طور پر چلنے لگا۔ اب اس ایمان کے بعد کیوں حیرت زدہ ہو گئے ہو؟ اور مدد و نصرت کے وعدہ کے بعد کیوں غفلت میں ہو؟۔ مدد و نصرت، ساتھ دینا اور ساتھ چلنا، یہ سب کچھ کیوں ختم ہو گیا؟ کیا ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیا ہے تم لوگوں نے؟

کیا تم ان لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنھوں نے عہد توڑ ڈالا اور جو رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکالنا چاہتے تھے؟۔ وہ ابتداء سے تم سے برسر پیکار تھے، اس کے باوجود تم ان سے خوف زدہ ہو؟۔ تمہیں اللہ تعالی کا خوف ہونا چاہئے۔

اے لوگو! میں تمہارے تعلق سے نگران ہوں۔ تم بدن کی آسایش میں راحت محسوس کر رہے ہو۔ تن کی آسایش کو ہمیشہ رہنے والی حکومت کی طرح خرید لیا ہے۔

**دوسری نگرانی کی وجہ یہ ہے کہ جو ان امور کو بہترین طریقہ پر چلا سکتا تھا (مولا علی ع) اسے حکومت اور سرپرستی سے دور کر دیئے ہو۔**

راحت کی زندگی اختیار کر لئے ہو, مال کی کمی تھی اب حکومت کی آسایش مل گئی ہے اور اس کی وجہ سے جو کچھ تمہارے اندر تھا (خوبیاں) اسے اگل دئے ہو۔ جسے آسانی (بغیر زحمت کے) سے نگل لئے تھے, اسے تکلیف کے ساتھ نکال دئے ہو۔ جان لو خبردار ہو جاؤ, اگر تم کافر ہو جاؤ یا ہر کوئی جو اس سرزمین پر ہے وہ کافر ہو جائے تو اللہ تعالی کو کسی کی ضرورت نہیں ہے وہ بے نیاز ہے ان سب چیزوں سے۔

اسکے بعد فرمایا:

میں ان چیزوں سے واقف تھی۔ درد دل کی خاطر, اپنا درد بیان کرنے کی خاطر اور کچھ خاص وجہ سے یہ گفتگو تم سے کی ہوں۔ میں پوری معرفت کے ساتھ جانتی ہوں کہ تمہاری طبیعت میں سستی اور کمزوری آگئی ہے اور فریب و بے وفائی تمہارے دلوں میں جگہ پا گئی ہے۔ میں نے حجت تمام کرنے کی خاطر اپنے دل کا درد بیان کر دیا۔ یہ بھی جانتی ہوں کسی کی بات قبول نہ ہوگی, غارت گری ہے۔

اے غارت گروں! یہ اونٹ اور یہ بار اسے لے جاؤ, کھاؤ اور جمع کرو۔ مگر یہ جان لو کہ یہ بار منزل پر پہنچنے والا نہیں ہے۔ اس کی کمر جھک گئی ہے, پاؤں میں چھالے, فرسودہ, زخم اور سوراخ ہے۔ اس کی رسوائی ہمیشہ باقی رہے گی اور اس پر اللہ کے غضب کی علامت لگ چکی ہے۔ اللہ کی آنکھ بیدار رہے۔ بہت جلد جنھوں نے ظلم و ستم کیا ہے انھیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ میں اس رسول ﷺ کی بیٹی ہوں جو تمہیں خطرات و عذاب سے آگاہ کرتا تھا۔ اب تم اپنا کام کرتے رہو اور ہم بھی اپنا کام کرینگے۔ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔

**خطبہ کے بعد خلیفہ مسلمین کا بیان:**

(خلیفہ اس قسم کی گفتگو کے جواب میں میدان خالی کرنے آمادہ نہ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس طرح کے اعتراضات انکی حکومت وخلافت کے خلاف ہونے والے ہیں اور وہ اپنے آپ میں اسکا مقابلہ کرنے کی توانائی محسوس کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جو لوگ مقدس مآب ہیں وہ تقدس کا دھوکہ کھاسکتے ہیں اور اس طرح اللہ کے دین کو الٹا کر کے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس نے ارادہ کیا کہ بہترین راستہ یہ ہے کہ مقدس مآبی سے پیش آئے اور مدینہ کے مسلمانوں کو دھوکہ دے تاکہ کامیاب ہوسکے۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام راستے ناکامی کی طرف لے جائنگے۔ اس ارادہ کے تحت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبہ کے فوری بعد اس طرح گفتگو شروع کی):

اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آپ کے بابا تو موءمنین پر شفیق, کریم, رحمدل اور مہربان تھے اور کافروں کے لئے عذاب الیم اور عتاب عظیم تھے۔ اگر ان کی نسبت سے دیکھیں تو وہ آپ کے بابا ہیں, دوسری عورتوں کے نہیں اور آپ کے شوہر کے بھائی ہیں اور دوسرے مردوں کے نہیں ہیں۔ آپ کے بابا نے انھیں ہر ایک پر ترجی دی اور انھوں نے بھی آپ کے بابا کے ہر بڑے کام میں مدد و نصرت کی۔

آپ کو دوست نہیں رکھتا مگر سعادت منداور دشمنی نہیں کرتا مگر بدبخت۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے پاک وطاہر خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور دنیا کے پاک چنے ہوئے لوگوں میں سے ہو۔ ہماری نیکی کی طرف ہدایت کرنے والے اور ہم کو جنت کا راستہ دکھانے والا چراغ ہو۔ بطور خاص آپ, جو عورتوں کی سردار اور بہترین رسول کی صاحبزادی, گفتگو میں سچی, عقل میں کامل اور دوسروں کے مقابل میں پیش قدم ہو۔ اپنے حق سے آپ کو کوئی محروم نہیں کرسکتا اور آپ کے سچ کہنے پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہے۔

خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کی رائے سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا ہوں۔ جو کچھ کیا ہوں ان کی اجازت سے کیا ہوں۔ قبیلہ کے سرپرست افراد اپنی قوم اور اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں کہتے ہیں۔ میں اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں اور گواہی کے لئے کافی ہے کہ رسول اللہ سے سنا ہوں کہ فرمایا : ہم انبیاء کے گروہ میراث نہیں چھوڑتے, نہ سونا, نہ چاندی, نہ گھر, نہ باغ۔ ہماری میراث کتاب وحکمت, علم ونبوت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور جو کچھ ہماری غذاء کے لئے ہے وہ میرے بعد اولولامر کا حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے اس سے استفادہ کرے۔

گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوے خلیفہ نے کہا : اور ہم اس چیز سے جس کی آپ طلبگار ہیں, اسے گھوڑے اور ہتیار خریدنے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے لشکر کے اختیار میں دینا چاہتے ہیں تاکہ اس سے لشکر اسلام جنگ کرے اور کفار و سرکش لوگوں سے جھاد کرے۔ اور یہ کام بھی مسلمانوں کے مشورہ سے کیا گیا ہے, میں اکیلا نہ تھا اور نہ میں نے اپنی ذاتی رائے سے یہ کام کیا ہے۔

البتہ میرا ذاتی مال حاضر ہے آپ کے لئے اور آپ کی زیر سرپرستی افراد کے لئے۔ میرے مال پر آپ کا اختیار رہے۔ نہ آپ کو دینے سے پیچھے ہٹونگا اور نہ آپ سے چھپاونگا کہ آپ اپنے بابا کی امت کی عورتوں کی سردار ہیں اور اپنی اولاد کے لئے میوہ سے لدا طوبی کا درخت ہیں۔ آپ کے خاص فضائل جو آپ کے لئے مخصوص ہیں ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی شاخ کو اور آپ کے سلسلے کو کوئی بھی نظر انداز نہیں کرسکتا ہے۔ آپکا حکم ماننا ہم پر لازم ہے, جس قدر مال کا میں مالک ہوں اس پر آپ کا اختیار رہے۔ کیا آپ اس بات کو گوارا کرینگی کہ میں اس معاملے میں آپ کے بابا ﷺ کے ارشاد کے خلاف کروں ؟۔

**خلیفہ کا جواب ختم ہوا اور بی بی فاطمہ زہرا ع نے فرمایا :** (نوٹ, فاطمہ زہرا ع جانتی ہیں کہ ظلم کی دیوار بہت بلند ہے۔خلیفہ کے جواب سے واضح ہو گیا کہ تمام کوشش یہ ہے کہ عوام کو گمراہ کیا جائے اوراس مسلہ کے حل ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کی غلط بیانی کو واضح کیا جاے تا کہ بطور سند تاریخ میں محفوظ رہ جاے)۔

فرمایا: سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ نے ہرگز قرآن سے ذرہ برابر بھی انحراف نہیں فرمایااور نہ قرآن کے خلاف کوئی حکم صادر فرمایا۔وہ قرآن کے پیرو اور اطاعت گذار تھے۔وہ قرآن کی ہدایت و روشنی میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔کیا تم چاہتے ہو اس عذر و بہانہ اور مکر کے علاوہ کچھ اور ان کے ساتھ لگا دو۔یہ کام ان کی وفات کے بعد اس چیز سے مشابہت رکھتا ہے جو نقشہ ان کی زندگی میں انھیں ہلاک کرنے کے لئے کرتے رہے ہو۔

یہ اللہ کی کتاب ہے میرے اور تمہارے درمیان, وہ خود عادل حاکم اور حق و باطل میں آخری فیصلہ کن گفتگو کرنے والا ہے اور اسکا ارشاد ہے کہ: جو میری اور یعقوب کی نسل کی میراث کا وارث ہو۔(سورہ مریم آیت ٦) اور فرمایا: سلمان داود کے وارث ہوے (سورہ النمل آیت ١٦)۔اس کے بعد فرمایا: اللہ تعالی نے قرآن میں میراث حاصل کرنے والوں کے حدود لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے بھی روشن فرماے تا کہ بہانہ کرنے والوں کے لئے کوئی موقع باقی نہ رہے اور کسی کے لئے قیامت تک شک و گمان باقی نہ رہے۔

تم لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہو, میں صبر جمیل و شکیبائی اختیار کرونگی اور

اس جھوٹ پر جو رسول اللہ ﷺ کو نسبت دیکر انجام دے رہے ہو اس پر اللہ تعالی میری نصرت فرمائے گا۔

**خلیفہ کا جواب:**

آ اللہ نے سچ فرمایا, رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا اور آپ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں آپ نے بھی سچ فرمایا۔ آپ رحمت کی معدن اور ہدایت کا سرچشمہ, رکن دین اور عین حجت ہیں۔ آپ کی منطقی گفتگو کو نظر انداز نہیں کرونگا اور آپ کی گفتگو کی نفی بھی نہیں کرونگا۔

**یہ مسلمان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں۔ یہ حکومت کا پھندا جو میرے گلے میں ڈالا ہے, ان ہی لوگوں نے ڈالا ہے۔ ان کی مرضی اور مدد سے لیا ہوں جو کچھ میں لیا ہوں۔ نہ اپنے لئے لیا ہوں اور نہ اپنی رائے سے حاصل کیا ہوں۔ یہ سب اس پر گواہ ہیں۔**

**خلیفہ ابو بکر کی گفتگو کے بعد رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ع نے لوگوں سے مخاطب ہو کر** فرمایا: اے لوگو! بہت جلد تم نے باطل قول کو اختیار کیا اور برے اور نقصان دہ کام پر خاموش اور راضی ہو۔ کیا تم قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا تمہارے دلوں پر قفل پڑھ گئے ہیں؟۔ ایسا نہیں ہوا بلکہ تمہارے برے اعمال نے تمہارے قلب پر پردہ اور اس پر قبضہ کر لیا ہے اور تمہاری دیکھنے و سننے کی قوت کو چھین لیا ہے۔ تم نے کتنا برا ارادہ کیا اور کس برے کے مدد گار ہوئے۔ کتنی بری تبدیلی اختیار کی اور حق کے بجائے کتنا برا جانشین اختیار کیا۔

پروردگار کی قسم ہر لحظہ اس عمل کی سختی اور اس کی بد عاقبت کو شدت سے محسوس کرو

گے۔ جب پردہ تمہاری آنکھوں پر سے ہٹ جائیگا اور ان سختیوں کے علاوہ جو تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں ہے ظاہر ہوگا جسکا تم اب حساب نہیں کررہے ہو تب تمہیں پتہ چلے گا کہ اہل باطل کیا نقصان اٹھائینگے۔

اس گفتگو کے بعد بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مسجد سے بیت الشرف کو لوٹ گیئں۔

عوام مسجد سے باہر جانے لگے۔

کوئی کہتا: رسول اللہ ﷺ کی بیٹی جھوٹ نہیں کہتی ہے۔

دوسرا کہتا: یہ وہی فاطمہ زہراء ہے جس کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ بار بار فرماتے تھے۔

کوئی کہتا: یہ لوگ جو خلافت کا دعوی کررہے ہیں کیوں فاطمہ زہراء کے ساتھ اس طرح کا برتاوء کررہے ہیں؟

ایک کو یہ کہتا ہوا سنا گیا کہ ان سب باتوں کے علاوہ فاطمہ زہراء کے دلائل بہت قوی تھے۔ ان کو ہم جانتے تھے آج اور بہتر پہچان سکے۔

ایک اور صحابی افسوس کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: فاطمہ زہراء فرمارہی تھیں, میرے بابا رسول اللہ ﷺ پر کیوں تہمت لگارہے ہو کہ وہ قرآن اور اسلام کے احکامات کے خلاف کیسے کہہ یا کرسکتے ہیں؟

کچھ مرد و عورتیں صرف روتے ہوئے مسجد سے باہر نکلے۔ مدینہ کے حالات بدل چکے تھے۔ لوگ اسقدر روئے کہ گذشتہ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی تھی۔

**یہ دیکھ کر خلیفہ نے عمر ابن خطاب سے مشورہ کیا:** تم دیکھ رہے ہو یہ لوگ کس طرح رو رہے ہیں اور کس طرح فاطمہ زہرا سے عقیدت کا اظہار کررہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟

**عمر ابن خطاب نے کہا:** تم ہمیشہ کیطرح نماز, روزہ, زکات اور امر بہ معروف کرواور

لوگوں کو بیت المال سے کچھ زیادہ کر دو۔ صلہ رحم کرو اللہ بھی معاف کر دے گا۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے: نیکیاں گناہوں کو کھا جاتی ہیں۔

اس گفتگو سے خلیفہ مسلمین کو سکون ہوا۔ اپنا ہاتھ عمر ابن خطاب کے کاندھے پر مارتے ہوئے کہنے لگے: ت تم نے میری مشکلوں کو حل کر دیا۔

دوسرے دن خلیفہ نے لوگوں کو مسجد میں بلوایا: منبر پر جا کر اللہ کی حمد کی اور اس کے بعد لوگوں پر اعتراض کیا کہ یہ کیا باتیں مدینہ میں لوگ کرر ہے ہیں۔ میں نے چونکہ فاطمہ زہراء کی گواہی قبول نہیں کی اس لئے وہ اعتراض کرر ہی تھیں۔ ( کچھ اور ناشائستہ جملے بھی ان کی شان میں کہے۔ جسے ابن ابی الحدید نے بھی نقل کے ہیں )۔ اس کے جواب میں زوجہ رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رح نے اپنا سر اپنے گھر کی کھڑکی سے باہر کیا اور خلیفہ پر اعتراض کیا۔

اے ابوبکر تم یہ ناشائستہ جملے اس بزرگ خاتون کے لئے کہہ رہے ہو۔ وہ بیٹی جو رسول اللہ ﷺ کی گود میں پلی ہے۔ تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ زہراء حور یہ ہے انسانی شکل میں۔ تم یہ بدزبانی اس خاتون کے تعلق سے کرر ہے ہو جس کی خدمت آسمان کے فرشتے کرتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اکلوتی بیٹی کو ارث سے محروم کر دیا اور انھیں اس بات کی اطلاع نہ دی جب کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ سب سے پہلے گھر والوں کو نصیحت و اسلام کی دعوت دو۔

وہ بہترین عورت ہے ساری کائنات میں، وہ بہترین اولاد کی ماں ہے اور اس کے باپ بہترین اور آخری پیغمبر ہیں۔ اے ابوبکر تم بہت جلد مر جاؤ گے اور اس کے بعد اس کا نتیجہ دیکھو گے۔

## فدک کے واقعہ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبہ پر علماء کا تبصرہ

**خلیفہ مسلمین ابوبکر نے اس واقعہ کے تعلق سے دس غلطیاں کیں۔**

۱۔خلیفہ کو اس کا علم نہ تھا کہ گواہی کس سے طلب کی جائے۔

۲۔حضرت فاطمہ زہرا ؑ کا بیان کہ فدک ان کی ملکیت میں تھا ہی کافی تھا کیونکہ قرآن ان کی عصمت و پاکیزگی کی گواہی دے چکا ہے۔

۳۔حضرت علی علیہ السلام کی گواہی بہ تنہائی کافی تھی۔آیت تطہیر کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے مشہور حدیث الحق مع علی وعلی مع الحق سے خلیفہ واقف تھے۔

۴۔ام ایمن کی گواہی ہی کافی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کہ ام ایمن جنتی ہے کی تصدیق خلیفہ نے کردی تھی۔

۵۔ان تمام باتوں کے علاوہ اگر حاکم کو یقین ہوجائے کہ گواہ سچ کہتا ہے تو ایک گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کرسکتا ہے۔

٦۔حدیث کے تعلق سے کہ ہم انبیاء نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے قرآن کی آیتوں کے خلاف ہے۔

۷۔حدیث اگر صحیح ہوتی تو ازواج رسول اللہ ﷺ کو بھی نہ دیا جانا چاہے تھا جبکہ ان کو ارث کے عنوان سے دیا گیا۔

۸۔اگر حدیث صحیح تھی تو خلیفہ نے کیوں سند لکھ کردی (بعد میں اسے عمر ابن خطاب نے پھاڑ ڈالا۔)

۹۔اگر حدیث صحیح تھی تو فدک کو مسلمانوں میں صدقہ کے عنوان سے تقسیم کردیا جانا چاہے تھا۔

۱۰۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جس نے فاطمہ ع کو ناراض کیا ,اس نے مجھے ناراض کیا اور جس نے مجھے ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اللہ و رسول ﷺ و فاطمہ علیہا السلام کو ناراض کرنا خلیفہ کی دسویں غلطی تھی۔

## کوئی دلیل قابل قبول نہیں ہے فدک کو غصب کرنے کی:

۱۔فدک تین سال سے فاطمہ زہرا ع کے اختیار میں تھا۔

۲۔تمام گواہ صادق و معتبر تھے۔

۳۔قرآن بھی گواہی دے رہا تھا۔

۴۔روایات گواہ ہیں۔

۵۔ان سب کے علاوہ ارث کی آیتیں قرآن میں اس بات پر سب کے حق کی ضامن ہیں۔

## خطبہ کے تعلق سے علماء اسلام کے تاثرات:

۱۔یہ خطبہ ایک شدید وارننگ تھی ان کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کی جانشینی اور اسلامی حکومت کے راستہ کو تبدیل کرنا چاہتے تھے۔رسول اللہ ﷺ کی ۲۳ سالہ زحمتوں کو برباد کرنا چاہتے تھے۔

۲۔یہ خطبہ بیدار کرنے کی گھنٹی تھی ان کے لئے جن کے دل میں اسلام کی محبت تھی اور اسلام کا درد اور دین کی فکر رکھتے تھے۔

۳۔اس خطبہ کا مقصد ان لوگوں کو خطرہ سے واقف کرانا تھا جو منافق گروہ کے عمل کے اثر و

نقصان سے بے خبر تھے اور ان کے کردار و عمل کے خطرہ کو محسوس نہیں کر رہے تھے۔

۴۔ یہ خطبہ ایک درد بھری فریاد تھی مولا علی ع کی حمایت میں۔ (رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کو سیاسی حرکات کی وجہ سے غصب کرلیا گیا تھا اور حق کو فراموش کر بیٹھے تھے)۔

۵۔ اس خطبہ کا مقصد مظلوموں کے حق کے تعلق سے ان لوگوں میں بیداری لانا تھا جو مصلحت آمیز سکوت اختیار کے ہوئے تھے۔

۶۔ یہ خطبہ مصلحت آمیز سکوت اختیار کئے مسلمانوں کے لئے نداء بیداری تھا۔

۷۔ مختصر یہ کہ یہ خطبہ ایک گرج دار بجلی کی طرح تھا جس کی آواز و چمک اور اس کا اثر ۱۴ صدیوں سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔

۸۔ یہ خطبہ ایک طوفان تھا جس نے سمندروں کی تہہ میں موجوں کو پیدا کیا اور انھیں حق کا راستہ دکھلایا۔

۹۔ یہ خطبہ دشمن کے سر پر بجلی بن کے گرا اور انھیں سخت غفلت کے عالم میں رسواء و ذلیل کر گیا۔ ان کو حق پر سمجھنے والوں کی نیندیں کو صبح قیامت تک کے لئے حرام کر گیا۔

## خطبہ کی نوعیت کے تعلق سے علماء اسلام کا نظریہ:

۱۔ یہ خطبہ فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے عربی خطابت کا شاہکار ہے۔

۲۔ اللہ کی حمد و شکر گذاری کے عنوان سے بہترین انداز گفتگو ہے۔

۳۔ شدید رنج و غم کے عالم میں ایمان کے مظاہرے کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

۴۔ اللہ کی معرفت کا شاہکار ہے۔

۵۔ قانون سمجھنے اور سمجھانے کا بہترین نمونہ ہے۔

۶۔نبوت کا شاہکار ہے۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا واقعہ پیش نہیں آیا مگر رسول کی صاحبزادی جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ٹکڑا فرمایا تھا, انھوں نے انجام دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ ہوتے تو اس طرح انجام دیتے۔

۷۔مجرم سے جرح و بحث کرنے کا اعلی ترین نمونہ ہے۔

۸۔حق طلب کرنے کا درس ہے۔

۹۔قوموں کی ترقی وتنزل کے اسباب کا تذکرہ ہے۔

۱۰۔سوسائٹی کو تربیت دینے کے لئے بہترین اجتماعی بیان ہے۔

۱۱۔مسلمانوں کی تاریخ کا بہترین تحفہ ہے۔

۱۲۔حق جاننے کا اعلی ترین واقعہ ہے۔

اس خطبہ کی عظمت کے اعتراف کے لئے اس خطبہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔اس کے پس منظر کو جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔اگر کوئی خطیبہ کی عظمت کو درک کرنا چاہتا ہے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کن حالات میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

۱۔رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ تھا۔

۲۔مولا علی ع کا حق غصب کرلیا گیا تھا۔

۳۔فدک کو غصب کرلیا گیا تھا اور معتبر گواہیوں کو رد کردیا گیا تھا۔

۴۔ارث کے مطالبہ کے جواب میں جھوٹی حدیث بیان کی جارہی تھی اور قرآن کی آیتوں کی نفی کی جارہی تھی۔

اس قدر رنج وغم کے عالم میں اس عظمت کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

## خطبہ کو موضوع کے لحاظ سے چودہ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

ہر حصہ ایک موضوع پر مشتمل ہے۔تمام حصے ایک دوسرے سے مربوط و منسلک ہیں, گفتگو کا سلسلہ مسلسل اور ایک مرحلہ کے بعد دوسرے مرحلہ سے گذرتا ہوا مقصد کو کامیابی کے ساتھ طے کرتا ہے۔موضوع کے لحاظ سے ہر حصہ مکمل ہے۔

**۱۴حصوں کی تفصیل اس طرح ہے۔**

۱۔ خطبہ کی ابتداء اللہ کی حمد , شکروثناء اوراس کے مادی, معنوی وہدایتی نعمتوں سے کی۔

۲۔اللہ کی وحدت کی گواہی, اللہ کے صفات کا تذکرہ اور خلقت کی مشیت کا تذکرہ فرمایا۔

۳۔رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی, رسالت کی منزلیں, ابتداء رسالت کے وقت کے حالات اور رسالت کا نتیجہ بیان کیا۔

۴۔اسکے بعد اہل مسجد کو مخاطب کر کے انکو دین کے تعلق سے ذمہ داری کا احساس دلوایا۔انہیں دین کا نمایندہ قرار دیا اور قران کی پیروی کی اہمیت کو بتلایا۔

۵۔عبادتوں ( ایمان, نماز, روزہ, ذکات , حج, عدالت, اہل بیت کی اطاعت, امامت , جھاد, امرونہی, ماں باپ کے ساتھ نیکی, صلہ رحم, قصاص, نذروعہد, پرہیز گاری ) کے فلسفے کو بیان فرمایا۔

۶۔ان مراحل کے بعد فدک کی گفتگو شروع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو پہچنوایا۔رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اور ان کے عربوں پر احسانات جتلائے۔

۷۔دین کی تبلیغ میں کس طرح حضرت علی ع نے رسول اللہ کی نصرت کی۔کس طرح

مشرکوں اور دشمنان اسلام کو شکست دی۔ مسلمانوں کے میدان جنگ سے فرار کرنے کے واقعات کا تذکرہ بھی کیا۔

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے گمراہ ہوجانے کو بیان کیا کہ اکثر مسلمانوں نے شیطان کی دعوت کو لبیک کہا ہے۔

۹۔ حق خلافت کو حضرت علی سے غصب کرنے کو بیان فرمایا۔ قرآن سے انحراف اور اہلبیت کے ساتھ دھوکہ دہی کو واضح کیا۔

۱۰۔ ارث کے تعلق سے احتجاج کیا کہ خلیفہ ہمیں ارث سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ خلیفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ت تم ارث حاصل کرو اور میں ارث سے محروم رہوں۔

۱۱۔ اس احتجاج کے بعد انصار سے مخاطب ہو کر انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس دلوایا۔

۱۲۔ قبیلہ قبیلہ کے افراد کو مخاطب کیا اور ذمہ داری کا احساس دلوایا۔

۱۳۔ انصار سے احتجاج کیا کہ کیوں حقایق معلوم ہونے کے بعد بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہو۔

۱۴۔ خطبہ کے آخر میں اتمام حجت کا اعلان فرما کر اپنی ذمہ داری انجام دی۔

## فدک غصب کر لینے کے بعد یہ کس کس کے اختیار میں رہا:

۱۔ پہلی اور دوسری خلافت میں فدک حکومت کے اختیار میں رہا۔

۲۔ تیسرے خلیفہ عثمان ابن عفان نے فدک کو مروان ابن حکم کے اختیار میں دیدیا۔

۳۔ چوتھی خلافت میں حضرت علی ع نے فدک کے مسلئہ کو ذرا بھی اہمیت نہ دی۔

۴۔معاویہ ابن ابوسفیان نے فدک کے تین حصے کئے۔ایک حصہ مروان کے قبضہ میں رہنے دیا، باقی دو حصے خلیفہ عثمان کے بیٹے عمر اور اپنے بیٹے یزید کے اختیار میں دیدئے۔

۵۔مروان کی خلافت میں پورا فدک مروان ابن حکم اور اس کی اولاد کے اختیار میں رہا۔

۶۔عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مدینہ کے حاکم کو حکم دیا کہ فدک اولاد حضرت فاطمہ ع کو لوٹا دیا جائے۔

۷۔عمر ابن عبدالعزیز کے بعد یزید ابن عبدالملک خلیفہ ہوا اور فدک کو واپس لے لیا۔

فدک بنی امیہ کے خاتمہ تک، بنی امیہ کے اختیار میں رہا۔

۸۔بنی عباسیوں کے پہلے خلیفہ ابوالعباس سفاح نے فدک کو عبداللہ ابن الحسن ابن امام حسن ابن علی علیہ السلام کو عطا کیا۔

۹۔دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور نے فدک واپس لے لیا۔

۱۰۔خلیفہ مھدی ابن منصور نے اولاد حضرت فاطمہ ع کو لوٹایا۔

۱۱۔خلیفہ موسی ابن مھدی نے واپس لے لیا۔عباسی خلفاء کے قبضہ میں رہا، یہاں تک کہ مامون الرشید نے مدینہ کے حاکم کو حکم دیا کہ لوٹا دیا جائے۔

۱۲۔خلیفہ متوکل عباسی نے واپس لے لیا۔

۱۳۔متوکل کے بیٹے منتصر نے لوٹا دیا۔ان حالات کی وجہ سے اس باغ کے درخت خشک ہوگئے، زمین غیر آباد ہوگئی، ویرانی بڑھ گئی اور فدک برباد ہوگیا۔

فدک کے باغ کے کھجور حج کے موسم میں مکہ لائے جاتے اور تبرک کے عنوان سے زیادہ قیمت پر فروخت ہوتے رہے۔کسی بھی معصوم امام نے فدک کے تعلق سے دلچسپی ظاہر نہیں کی اور نہ اس سے استفادہ فرمایا۔